تاثرات

اقوامِ متحدہ کے سائنسی اور ثقافتی ادارے یونیسکو، اور مستشرقین کی بین الاقوامی کانگریس نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ ۱۹۷۳ء کے اواخر میں ابوالریحان البیرونی کا ہزارواں سال ولادت ساری دنیا میں منایا جائے۔ چنانچہ مختلف ممالک میں اس موقع پر علمی تقریبات منعقد کرنے کا پروگرام بنایا گیا اور علما و محققین نے البیرونی کی علمی عظمت و فضیلت کا اعتراف کرتے ہوئے ہدیہ عقیدت پیش کیا۔

پاکستان سے البیرونی کا خصوصی تعلق ہے۔ یہاں علمی اور سائنسی تحقیق و تصنیف میں انھوں نے کئی سال بسر کیے، اس برعظیم کے بارے میں تاریخ الہند جیسی بلند پایہ کتاب قلم بند کی اور ضلع جہلم میں پنڈ دادن خاں کے قریب انندنا پہاڑی پر سائنسی تجربے کر کے کرۂ ارض کے قطر کی صحیح پیمائش کی جو ایک بہت بڑا سائنسی کارنامہ ہے۔ چنانچہ پاکستان میں بھی ۲۶ نومبر سے ۱۰ دسمبر ۱۹۷۳ء تک کراچی، پشاور، اسلام آباد اور لاہور میں اس تقریب کو ایک علمی جشن کی صورت میں منانے کا اہتمام کیا گیا ہے جس میں پاکستانی اربابِ علم کے علاوہ دوسرے کئی ممالک کے علما محقق اور مستشرق بھی حصہ لے رہے ہیں۔

ابوالریحان محمد بن احمد البیرونی الخوارزمی کا شمار دنیا کے عظیم ترین علما و محققین میں ہوتا ہے اور وہ صحیح معنوں میں پیکرِ علوم تھے۔ ریاضی، ہیئت و نجوم، طبیعیات اور لسانیات اور جغرافیہ دانی و تاریخ نویسی میں وہ جس حیرت انگیز مہارت و کمال کے مالک تھے اس کی وجہ سے دنیا کی علمی تاریخ میں ان کا نام ہمیشہ روشن رہے گا اور ان کی شاہکار تصانیف انسانی تہذیب و ثقافت کا لازوال سرمایہ بنی رہیں گی۔

البیرونی ایرانی نژاد تھے۔ ۴ ستمبر ۹۷۳ء کو خوارزم میں پیدا ہوئے تھے۔ عمر کے پہلے پچیس برس اپنے وطن میں بسر کیے۔ ریاضی اور سائنس کی تحصیل پر بہت زیادہ توجہ کی اور ان علوم میں کمال حاصل کر لیا۔ ان کی کتابوں اور رسالوں کی مجموعی تعداد ڈیڑھ سو سے زیادہ ہے اور چند ابتدائی تصانیف کا تعلق اسی دور سے ہے۔ ۹۹۸ء میں البیرونی جرجان گئے اور سلطان ابوالحسن قابوس کے دربار سے منسلک

ہو گئے۔ یہاں سے ان کی تصنیفی زندگی کے عظیم دور کا آغاز ہوا جو سلاطینِ غزنی کے عہد میں اپنے انتہائی عروج پر پہنچ گیا۔ جرجان میں البیرونی نے ۱۰۰۰ء میں ایک شاہ کار تصنیف کتاب الآثار الباقیہ عن القرون الخالیہ مکمل کی جو ریاضی، ہیئت اور معدنیات سے متعلق مسائل کے بارے میں ہے۔

۱۰۱۷ء میں سلطان محمود غزنوی نے جب خوارزم فتح کر لیا تو البیرونی بھی قید ہو کر غزنی پہنچ گئے۔ ان کے علم و فضل کی بنا پر سلطان نے ان کی بہت قدر کی اور اسی خاندان کی سرپرستی میں البیرونی نے اپنی اہم ترین تصانیف جو اُن کی لازوال شہرت کا باعث بنیں قلم بند کیں۔ شمال مغربی ہند پر سلطان محمود غزنوی کے کئی حملوں میں البیرونی بھی سلطان کے ساتھ تھے اور یہاں قیام کے زمانہ میں انھوں نے سنسکرت زبان اور ہند کے علوم و فنون میں اس قدر کمال حاصل کر لیا کہ بڑے بڑے ہندو پنڈت بھی ان کو ودیا ساگر کہنے لگے۔ برعظیم پاک و ہند کے تعلق سے ان کی اہم تصنیف تاریخ الہند ہے جو ۱۰۳۰ء میں مکمل ہوئی تھی۔ اس دور کا ایک اور شاہ کار "کتاب القانون المسعودی فی الھیئۃ و النجوم" ہے جو البیرونی نے سلطان مسعود بن سلطان محمود کے نام معنون کی تھی۔ "کتاب التفہیم لاوائل صناعۃ التنجیم" جو اقلیدس، حساب، ہیئت اور نجوم سے متعلق ہے اور "کتاب الجماہر فی معرفت الجواہر" جس کا تعلق معدنیات سے ہے اس دور کی دو اور مشہور و معروف تصانیف ہیں۔ اس زمانے کی ایک آخری تصنیف "کتاب الصیدلہ فی الطب" ہے جو طبی جڑی بوٹیوں کے بارے میں ہے۔ یہ کتاب اب تک شائع نہیں ہوئی تھی۔ اور یومِ البیرونی کے سلسلہ میں شائع کی جا رہی ہے۔ یہ امر موجبِ مسرت ہے کہ پاکستان میں جشنِ البیرونی اس جلیل القدر عالم، محقق اور سائنس دان کے شایانِ شان طور پر منایا جا رہا ہے۔

(رزاقی)